انگریزی سے ترجمہ: ادارہ

حضرت عیسٰی علیہ السلام: صاف اور واضح شخصیت

[امریکہ کے معروف سیاسی جریدے "ٹائم" نے ۱۰ جنوری ۱۹۹۴ء کی اپنی اشاعت میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں بائبل کے فضلاء کی تین تازہ ترین کتابوں پر مبنی رچرڈ - این - اوسٹلینگ کا ایک مضمون شائع کیا۔ یہ مضمون نہ صرف مصدقہ مسیحی نقطۂ نظر کے خلاف ہے بلکہ اس سے مسلم نقطۂ نظر کو بھی چنداں کوئی تائید حاصل نہیں ہوتی۔ ادارہ "ٹائم" کو اس مضمون کی اشاعت پر بہت سے خطوط موصول ہوئے۔ ۳۱ جنوری کی اشاعت تک ادارے کو ۲۴۰ سے زائد موصول شدہ خطوط میں سے ۹۹ فیصد میں مضمون کے مندرجات اور جن کتابوں پر یہ مبنی ہے، ان سے اختلاف کیا گیا ہے۔ خطوط کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کرنے والوں میں پادری، ماہرینِ دینیات اور عام مسیحی سب ہی شامل ہیں۔ ذیل میں "ٹائم" کے مضمون کا ترجمہ اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ علمی دُنیا کے زاویہ ہائے نظر سے "عالمِ اسلام اور عیسائیت" کے قارئین باخبر رہیں۔ مضمون نگار نے جہاں جہاں "کتابِ مقدس" کا حوالہ دیا ہے۔ حوضنین میں اس کی تخریج کر دی گئی ہے۔ مدیر]

"تم مجھے کیا کہتے ہو؟"

متی کی انجیل کے مطابق جب یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں سے یہ سوال پوچھا تو پطرس نے پُر زور اور مخلصانہ جواب دیا۔ "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔" مگر آج اس سوال کا جواب کیا ہو سکتا ہے؟ حال ہی میں شائع ہونے والی تین فاضلانہ کتابیں حیران کن نظرثانی شدہ جواب پیش کرتی ہیں [جو پطرس کے جواب سے مختلف ہے۔] جب یسوع مسیح ایک بڑھئی تھے تو اس کا غالب مفہوم یہ ہے کہ وہ ان پڑھ تھے اور دستکاروں کی نچلی ذات سے تعلق رکھتے تھے۔ اُنہوں نے قربانی کے ذریعے گناہ سے نجات کی تبلیغ نہیں کی۔ اُنہوں نے کبھی نہیں کہا۔ "مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیوں کہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔" [متی ۵:۹] اور نہ کبھی یہ کہا۔ "مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیوں کہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔" [متی ۵:۸] اس حوالے سے غالباً مسیح نے کبھی پہاڑی کا وعظ [متی ۵-۷] بھی نہیں کہا۔ جہاں تک پطرس اور شاگردوں سے پوچھے جانے والے سوال [متی ۱۶:۱۳-۱۶] کا تعلق ہے، یہ مسیح نے کبھی نہیں پوچھا، اور نہ اُنہوں نے کسی بیمار کو شفا بخشی۔ دوسرے معجزات کی حقیقت کیا ہے؟ روٹی اور مچھلی کا کوئی معجزہ دیکھنے میں نہیں آیا، پانی شراب میں تبدیل نہیں ہوا [معجزے کا ذکر یوحنا ۲:۱-۱۱ میں ہے۔]

لعزر مرنے کے بعد ہرگز زندہ نہیں ہوا۔ [معجزے کے ذکر کے لیے دیکھیے، یوحنا ۱۱:۴۵] اور یقیناً یسوع مسیح کا جی اُٹھنا بے حقیقت ہے۔ تو پھر یسوع مسیح کی نعش کا کیا بنا؟ زیادہ تر امکان اِس بات کا ہے کہ آوارہ کتوں نے کھالی ہو۔

صحائف کے بارے میں اِس قسم کی بکواس (اگر واقعی ایسا ہے!) کا بھرپور اظہار اب تک اعلیٰ طبقے کے لیے مخصوص جامعات اور الٰہیاتی تعلیمی مراکز کے درست اور شاذ ماحول میں ہوتا تھا۔ ڈی پال یونیورسٹی (شکاگو) میں کتاب مقدّس کے فاضل جان ڈومینک کروسن کے بقول "واضح اظہار کے بغیر یہ ایک طرح کی طے شدہ بات تھی کہ اہلِ علم و فضل جامعات میں جائیں، مجلات میں لکھیں اور جو چاہیں کہیں۔" مگر اب یہ لوگ اپنے اندازِ نظر کے لیے عوامی توجہ کے طلب گار ہیں اور "اہلِ علم و فضل خلوت خانوں سے باہر آرہے ہیں۔"

اس انداز کی تازہ ترین کتابوں میں کروسن کی Jesus: A Revolutionary Biography [مسیح کی انقلابی سوانح حیات] شائع کردہ ہارپر (سان فرانسسکو)، برٹن میک کی The Lost Gospel [گمشدہ انجیل] شائع کردہ ہارپر (سان فرانسسکو) اور متعدّد مصنفین کی مشترکہ کاوش Five Gospels [پانچ اناجیل]، شائع کردہ میکملن شامل ہیں۔

کروسن کے نزدیک مسیح کو معبود قرار دیے جانے کی مشابہت آگسٹس قیصر کی عبادت سے ہے۔ یہ تصوّر اساطیر، پروپیگنڈا اور سماجی روایت کا ایک ملغوبہ ہے۔ یہ ایک ایسی چیز تھی جو بحیرۂ روم کی قدیم دُنیا میں وقوع پذیر ہوئی۔ کروسن کے مطابق مسیح کا نسب نامہ، اُس کے جدِّ اعلیٰ داؤد کے وطن جودیہ کے شہر بیت لحم میں کنواری کے بطن سے اُس کی پیدائش بعد کے مصنّفوں کی جانب سے گزرے ہوئے واقعات کے مطابق گھڑی ہوئی کہانیاں ہیں۔ اِن مصنّفوں نے "بالغ مسیح کی ماورائے ادراک اہمیت کے بارے میں پہلے سے فیصلہ کرلیا تھا۔" کروسن مزید کہتا ہے کہ ناصرہ سے بیت لحم کا سفر "سراپا افسانہ ہے، لوقا کے اپنے تخیل کی پیداوار ہے۔" کروسن قیاس آرائی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مسیح مریم کا پہلوٹھا نہیں تھا اور جس شخص کو "کتابِ مقدّس" میں اُس کا بھائی جیمس کہا گیا ہے، سب سے بڑا وہی تھا۔ کروسن اِس معاملے میں دلائل دیتا ہے کہ مسیح نے کسی بیمار کو اچھا نہیں کیا بلکہ اُن لوگوں کو بیماری کے باعث برادری باہر نہ کر کے شفا بخشی۔

کروسن کی رائے میں ہوسکتا ہے کہ مسیح کو بدروحیں نکالنے کی قوّت حاصل ہو مگر مسیح نے "رومی استعمار کو بدروحوں کا قبضہ" قرار دینے کے لیے واقعات سے کام لیا ہے۔ کروسن اور میک دونوں کہتے ہیں کہ مسیح کے خیالات اپنے عہد کے کلبیوں (Cynics) سے مشابہ ہیں۔ یہ لوگ اس لفظ کے موجودہ مفہوم کے مطابق عدم (Nothing) میں یقین نہیں رکھتے تھے بلکہ معاشرے کے مسلّمہ عقائد اور اقدار کے خلاف تھے۔ اِسی طرح اپنے زمانے کی روش کے برعکس مسیح نے انقلابی مساوات کا درس دیا۔ اُنھوں

نے اپنے شاگردوں سے سیاحت کا تقاضا کیا۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس طرز کے شوقِ سیاحت سے بدامنی پھیلتی ہے، رومیوں نے اُنہیں صلیب دے دی۔ مسیح، ایک گمنام کسان، کی کبھی تدفین نہیں ہوئی، اُن کے دوست اُنہیں کسی امیر آدمی کی تربت میں کبھی نہیں لے گئے بلکہ کروسن کے بیان کے مطابق تدفین اور قیامتِ مسیح بعد کے لوگوں کی خوش خیالی ہے۔ حالانکہ مسیح کی نعش کے ساتھ وہی کچھ ہوا جو لاوارث مجرموں کی نعشوں کے ساتھ ہوتا تھا۔ غالباً نعش پر محض گرد و غبار جما ہو گا، اُن آوارہ کتوں کی زد میں ہوگی جو اُس میدان میں ادھر اُدھر گھومتے رہتے تھے جہاں لوگوں کو سزائے موت دی جاتی تھی۔

میک مسیح کی زندگی کے (کروسن کے پیش کردہ) اس تصور جدید سے زیادہ تر اتفاق کرتا ہے مگر The Lost Gospel کا بڑا مقصد The Book of Q [Q جرمن لفظ Quelle کا مخفف ہے جس کا مفہوم "ماخذ" ہے۔] کی تبلیغ ہے۔ دوسرے لفظوں میں اصلی مسیحیوں کی تعلیم کی جانب رجوع کرنا ہے جسے اہلِ علم نے قدیم متون سے چُن چُن کر الگ کیا ہے۔ کیوں کہ اُن کی رائے میں یہ [مصدّقہ] اناجیل سے قدیم تر ہے۔ The Book of Q کوئی بیانیہ نہیں ہے بلکہ یہ اقوال اور ضرب الامثال کا مجموعہ ہے۔ میک کہتا ہے کہ "مسیح لوگوں" کے لیے مسیح کی تعلیمات میں اس لیے کشش تھی کہ اُنہوں نے سادہ زندہ کے تقدّس کی تعلیم دی تھی۔ "دوسرا گال سامنے کر دو"، "اپنے دشمنوں سے محبت کرو"، خوش ہو جب تم ملامت کیے جاؤ" سب The Book of Q کا حصہ ہیں۔ اور یہ "کتاب" ایک ایسی برادری کے اعمال پیش کرتی ہے جو خیرات، اُمید اور ایک دوسرے کی قربت کے قائل تھی۔

"بیانیہ اناجیل کا ایسا کوئی دعوی نہیں کہ یہ تاریخی بیانات ہیں۔ اناجیل متخیلانہ تخلیقات ہیں۔"

اگر مسیح کی تصویر The Lost Gospel میں اپنے اقوال کے مرادف ہے تو The Five Gospels میں بمشکل یہ برقرار رہتی ہے۔ آخرالذکر تالیف "کتاب مقدّس" کے ۷۴ فضلاء (بشمول کروسن) کی کاوش ہے جو Jesus Seminar سے تعلق رکھتے ہیں۔ گروپ کے افراد سال میں دو بار اکٹھے ہوتے ہیں اور استناد کے حوالے سے انجیل کے ہر قول پر مبالغہ آمیز حد تک پُر مقصد رائے شماری کرتے ہیں کہ مسیح کے اقوال کی کون سی سطریں دوسری سطروں سے زیادہ مقدّس ہیں۔ اس طرز کی آخر مشق The Five Gospels میں کی گئی ہے۔ اس میں کتابِ مقدّس کے اُن نسخوں کی طرح جن میں حضرت مسیح کے الفاظ سرخ لفظوں میں لکھے جاتے ہیں، سیمینار کے خیال میں جو الفاظ مستند ہیں اُنہیں سُرخ رنگ میں لکھا گیا ہے۔ اور درجہ استناد کی نسبت سے باقی عبارت کے لیے مختلف رنگ استعمال کیے گئے ہیں۔ متن کا ترجمہ بول چال کی زبان میں ہے جس میں رنگ آمیزی موجود ہے۔ مختصر یہ کہ مسیح کے ۸۲ فیصد اقوال کو غیر مستند قرار دیا گیا ہے۔

اور یہ پانچویں انجیل کیا ہے؟ یہ "مقدّس رسول توما کی انجیل" ہے جسے کلیسیا کے سربراہوں نے ناقابلِ قبول قرار دیا تھا، کیوں کہ اس میں بدعتی ناسٹک فرقوں کے خیالات ملتے ہیں۔ کتاب مسیح کی

طرف سے پطرس کی ڈانٹ ڈپٹ پر ختم ہوتی ہے جو شاگردوں میں سے مریم نامی ایک عورت کو الگ کرنے کے لیے کوشاں تھا۔ پطرس کہتے ہیں کہ "عورتیں زندگی کی مستحق نہیں ہیں۔" مسیح جواب دیتے ہیں۔ "دیکھ! میں اُس کی رہنمائی کروں گا کہ وہ مرد بن جائے تاکہ وہ تم مردوں کی ایک زندہ روح بن سکے، کیوں کہ ہر عورت جو اپنے آپ کو مرد بنا لیتی ہے جنّت کی بادشاہت میں داخل ہوگی۔" توما رسول کی انجیل کے تین فقرے سیمینار کے فیصلے کے مطابق شاید مسیح کے بیانات ہیں۔ (سیمینار کے ارکان نے مریم والے اقتباس کو مستند نہیں سمجھا۔)

اس میں کوئی اچنبھے کی بات نہیں کہ نئی کتابیں متنازع فیہ ہیں۔ جنوبی فلوریڈا کی یونیورسٹی میں مذہبیات کے پروفیسر جیکب نیوسنر نے سیمینار کے بارے میں کہا ہے کہ "یہ Piltdown Man کے بعد کا سب سے بڑا علمی دھوکہ ہے یا عہد نامۂ جدید کے مطالعات کا مکمل دیوالیہ پن۔ میری رائے میں پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔" دوسرے اہل علم "توما کی انجیل" اور مفروضہ "ماخذ انجیل" کے استعمال پر اعتراض کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ مسیح کو دوربین کے غلط سرے سے دیکھا جا رہا ہے۔ ڈلاس کی "سدرن میتھوڈسٹ یونیورسٹی" کے استاد ایمریطس برائے مطالعۂ "عہد نامۂ جدید" پروفیسر ولیم - آر - فارمر اپنی عنقریب شائع ہونے والی کتاب The Gospel of Jesus [مسیح کی انجیل] میں Q [ماخذ] نظریے کی مذمّت کرتے ہیں کیوں کہ یہ انوکھے نتیجے پر منتج ہوتا ہے کہ "مسیح کی موت اور مُردوں میں سے اُن کا جی اٹھنا اُن کے شاگردوں کے لیے سرے سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا یا معمولی اہمیت کا حامل واقعہ تھا۔" اس کے ساتھ آکسفورڈ یونیورسٹی کے استاد اور لچ فیلڈ (انگلستان) میں نئے نامزد کتھیڈرل ڈین این - ٹی - رائٹ کہتے ہیں کہ محض اِس بنیاد پر یہ فرض کر لینا کہ متی، مرقس، لوقا اور یوحنّا واضح نقطۂ نظر رکھتے ہیں، اس لیے اناجیل میں حقیقی واقعات کا ذکر نہیں۔ یہ تو "مبتدی طالب علم کی غلطی" لگتی ہے۔ رائٹ "کتابِ مقدّس" کے روایتی فضلاء میں بہت سخت ہیں۔ اُن کا قدامت پسندانہ جواب Jesus and the Victory of God [مسیح اور خدا کی فتح] عنقریب شائع ہو رہا ہے۔ جناب رائٹ کہتے ہیں کہ تشکیک پر مبنی نظریات اس امر کا کوئی قابل قبول جواب نہیں دیتے کہ تصلیب کے بعد مسیح (جس کی اہمیت کم کر دی گئی ہے) کا پیش کردہ مذہب اتنی تیزی سے کس طرح پھیل گیا۔ رائٹ کا جواب یہ ہے کہ یہ سب کچھ مُردوں میں سے مسیح کے جی اٹھنے کے باعث ہوا ہے۔

رائٹ کی سوچ کے مطابق آج "عہد نامۂ جدید" کی منفی تعبیرِ جدید بالکل ایسے ہے کہ "اپنے آپ کو رگبی کے ایسے میدان کے درمیان کھڑا پائیں جس میں پانچ ٹیمیں دس گیندوں سے کھیل رہی ہیں۔ ہر طرح کا جوش و جذبہ موجود ہے۔ ہر کھلاڑی دوسرے کھلاڑی سے نبرد آزما ہے اور ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ وہ جیتنے والی ٹیم میں شامل ہے۔" فی الوقت چرچ جانے والے ایک عام آدمی کے لیے ناممکن ہے کہ جاری عمل کی پیروی کر سکے، اور اس کا امکان تو مزید کم ہے کہ وہ طے کر لے کہ مقابلے میں شامل مسیحوں (Jesuses) میں سے کون سا جیتے گا۔